سوال

(248)عاشورہ کا روزہ کس تاریخ کو رکھا جائے ؟ نیز عاشورہ کا روزہ ایک ہے یا دو؟

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یوم عاشورہ کے روزے کے بارے میں صراحت فرمائیں کہ یہ روزہ دو دن کا ہے یا ایک دن کا ؟ اور اگر دو دن کا ہے تو کونسے دو دن کا ؟ نیز زید کی دلیل ہے کہ دس کو تو یہود رکھتے تھے ، اس لیے دس تو بالکل منسوخ ہے ۔ البتہ نو اور گیارہ محرم میں اختیار ہے ۔ یعنی زید کے نزدیک روزہ ایک ہے دو نہیں ۔ کیا حدیث کے الفاظ یہ ثابت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں دس محرم کے ساتھ ایک اور روزہ رکھوں گا یا پھر صرف دوسرے روزے کا ذکر کیا تھا ؟ (عزیز الرحمن اسلام آباد) (۳۰ اگست ۱۹۹۶ء)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاته!

الحمد لله، والصلاة والسلام علىٰ رسول الله، أما بعد!

مسئلہ ہذا میں اہل علم کا سخت اختلاف ہے ۔ ظاہر یہ ہے کہ مکی زندگی اور مدنی زندگی کے بیشتر حصہ میں نبی ﷺ صرف دسویں محرم کا روزہ رکھتے تھے ۔ بعد ازاں یہود کی مخالفت پر کمر بستہ ہوئے تو فرمایا : آئندہ سال اگر زندگی نے ساتھ دیا تو نویں محرم کا روزہ رکھوں گا لیکن محرم کی عملی تکمیل سے پہلے آپ ﷺ وفات پا گئے ۔ یہاں دو احتمال ہیں ۔ ایک یہ کہ دسویں کا روزہ نویں تاریخ کی طرف منتقل سمجھا جائے ۔ دوسرا یہ کہ نویں تاریخ کو دسویں کے ساتھ ملا کر دو روزے رکھے جائیں ۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں : ''اس امر کی وضاحت سے قبل آپ کا انتقال ہو گیا ۔ احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ دو روزے رکھے جائیں ۔ اس بناء پر عاشوراء کے روزے کی تین صورتیں ہوئیں ، صرف دسویں کا روزہ رکھا جائے ۔ دسویں کے ساتھ نویں کو ملایا جائے نویں اور گیارہویں کا روزہ رکھا جائے ۔

میرے خیال میں دسویں کے روزے کو کلیۃً منسوخ قرار دینا درست فعل نہیں کیوں کہ بنیادی طور پر مقصود تو یہود کی مخالفت ہے سو وہ نویں یا گیارہویں کا روزہ ساتھ ملانے سے حاصل ہو جاتی ہے ۔ چنانچہ اس کی تائید ''مسند احمد'' کی روایت سے ہوتی ہے ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عاشورا کا روزہ رکھو اور ایک روزہ اس سے پہلے یا بعد رکھ کر یہود کی مخالفت بھی کرو ۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

'وَہٰذَا کَانَ فِی آخِرِ الأَمرِ۔'

یعنی ''یہ آپ ﷺ کا آخری حکم ہے ۔'' نیز فرماتے ہیں :

'بل تاکدا استحبابہ باقٍ وَلَا سِیمَا مَعَ اسْتِمرَارِ الِاہتِمَامِ بِہٖ حَتّٰی فِی عَامِ وَفَاتِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ حَیثُ یَقُولُ لَئِنْ عِشْتُ لَأَصُومَنَّ التَّاسِعَ وَالْعَاشِرَ وَلِتَرغِیبِہٖ فِی صَومِہٖ وَأَنَّہٗ یُکَفِّرُ سَنَۃً وَأَیُّ تَأکِیدٍ أَبْلَغُ مِنْ ہٰذَا۔'

(فتح الباری: ۲۴۷/۴)

امام شافعی رحمہ اللہ اور ان کے اصحاب احمد رحمہ اللہ، اسحاق رحمہ اللہ اور دیگر کئی ایک اہل علم اس بات کے قائل ہیں :

'یُستَحَبُّ صَومُ التَّاسِعِ وَالعَاشِرِ جَمِیعًا۔' (شرح النووی: ۱۲/۷)

''یعنی مستحب یہ ہے کہ نویں اور دسویں تاریخ کا اکٹھا روزہ رکھا جائے۔''

چند سطور بعد رقم طراز ہیں :

'قَالَ بَعضُ العُلَمَاءِ وَلَعَلَّ السَّبَبَ فِی صَومِ التَّاسِعِ مَعَ العَاشِرِ أَن لَا یَتَشَبَّهَ بِالیَهُودِ فِی إِفرَادِ العَاشِرِ۔'

یعنی ''بعض علماء نے کہا ممکن ہے دسویں کے ساتھ نویں کا روزہ رکھنے کا سبب یہ ہو کہ اکیلا دسویں کا روزہ رکھنے سے یہود سے مشابہت پیدا نہ ہو جائے۔''

باقی نو اور گیارہویں میں سے ایک تاریخ کا تعین کرنا کسی روایت سے واضح نہیں جب کہ دسویں تاریخ کی اہمیت اپنی جگہ مسلمہ ہے اس کو کسی صورت ترک نہیں کیا جا سکتا۔ نیز دو روزے رکھنے کی تصریح پہلے ہو چکی اور جن احادیث میں اس کے لیے لفظ ترک استعمال ہوا ہے۔ اس سے مقصود صرف وجوب کا ترک ہے۔ استحباب کا نہیں۔ اور پھر دو روزے رکھنے کی تصریح ''مسند احمد'' کی سابقہ روایت کے علاوہ طحاوی اور بیہقی میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ماثور ہے :

'صُومُوا التَّاسِعَ وَالعَاشِرَ وَخَالِفُوا الیَهُودَ۔' (سنن الترمذی، بَابُ مَا جَاءَ عَاشُورَاءُ أَیُّ یَومٍ، رقم: ۷۵۵، السنن الکبرٰی للبیهقی، بَابُ صَومِ یَومِ التَّاسِعِ، رقم: ۸۴۰۴)

یعنی ''یہود کی مخالفت کرو۔ نویں اور دسویں کا روزہ رکھو۔''

صاحب ''المرعاۃ'' فرماتے ہیں: اس سے ''صحیح مسلم'' میں وارد ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کی وضاحت ہو جاتی ہے۔ اس جواب کی طرف بیہقی کا رجحان ہے۔ (۲۷۱/۳)

پھر علامہ ابن قیم رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں۔ صرف نویں کا روزہ رکھنے کا وہ قائل ہے جس کا فہم آثار کو سمجھنے اور الفاظِ حدیث اور اس کے طرق کا تتبع کرنے سے قاصر ہے۔ یہ بات لغت اور شرع کے اعتبار سے بعید ہے۔ (المرعاۃ: ۲۷۲/۳)

پھر اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے رقمطراز ہیں :

'وَعِندِی مَرَاتِبُ صَومِ عَاشُورَاءِ الثَّلَاث ہٰکَذَا أَدنَاہَا أَن یَصُومَ العَاشِرَ فَقَط، وَفَوقَہٗ أَن یَصُومَ الحَادِی عَشَرَ مَعَہٗ وَفَوقَہٗ أَن یَصُومَ التَّاسِعَ وَالعَاشِرَ، وَاِنَّمَا جَعَلتُ ہٰذِہٖ فَوقَ المُوتَیَتَینِ الأَوَّلَیَینِ لِکَثرَۃِ الأَحَادِیثِ فِیہَا وَاللّٰہُ تَعَالٰی أَعلَمُ۔' (۲۷۳/۳)

مزید تفصیل کے لیے مرعاۃ المفاتیح کے مشارٌ الیہ مقام کو ملاحظہ فرمائیں۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ حافظ ثناء اللہ مدنی

جلد: 3، کتاب الصوم : صفحہ: 242

محدث فتویٰ